در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۷۶ — جلد نمبر ۷

۱۶ر دسمبر ۱۹۹۵ء — ۱۴۱۶ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
۲	نعت شریف	فیض لودھیانوی مرحوم	۴
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۵
۴	انوارِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	مدیر اعلیٰ	۷
۵	تجلیاتِ غوثیہ	مدیر اعلیٰ	۱۰
۶	منقبتِ مشکل کشا	حضرت علامہ نصیر الدین شاہ صاحب نصیر گیلانی	۱۲
۷	استفتاء مع الجواب	حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمن صاحب نقشبندی	۱۴
۸	اقبال اور عشقِ رسول	سیدہ ربیعہ بخاری	۲۱
۹	تبصرۂ کتب (انوار علی المرتضیٰ)	پروفیسر فیاض احمد خاں صاحب کاوش	۲۹

نعت شریف

(از فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور)

بے مثل و بے نظیر و یگانہ تمہیں تو ہو
لاریب افتخار زمانہ تمہیں تو ہو

ہر چیز کائنات کی سیراب تم سے ہے
دریائے زندگی کا دہانہ تمہیں تو ہو

مقصودِ دہر نمود تمہارا وجود ہے
تخلیق ما سوا کا بہانہ تمہیں تو ہو

قدموں میں جس کے قیصر و کسریٰ کے تخت ہیں
روندے ہیں جس نے تاج شہانہ تمہیں تو ہو

اہل ستم نے جن کو ستایا تھا بے گناہ
اُن بیکسوں کے شانہ بہ شانہ تمہیں تو ہو

پروانہ وار جس پہ بہ کثرت فدا ہیں لوگ
وحدت کی شمع کا وہ دہانہ تمہیں تو ہو

گمراہ کاروں کو خدا سے ملا دیا
دونوں میں خاص ربطِ میانہ تمہیں تو ہو

جن کی خبر ہمارے فرشتوں کو بھی نہیں
ان منزلوں کی سمت روانہ تمہیں تو ہو

جس پر تمام قیمتی گوہر نثار ہیں
دُرجِ پیمبری کا وہ دانہ تمہیں تو ہو

تم سے ہے خانوادۂ انسانیت کی لاج
خانوں کے خان رونقِ خانہ تمہیں تو ہو

دُنیا کو جس نے امن سے رہنا سکھا دیا
وہ احتسابِ دیدہ ورانہ تمہیں تو ہو

ایک ایک لفظ جس کا حقیقت فروز ہے
تاریخ کا وہ زندہ فسانہ تمہیں تو ہو

کوئی تمہارے تیرِ نظر سے بچا نہیں
سارا جہاں ہے جس کا نشانہ تمہیں تو ہو

جن کو تمہاری زُلف پہ لکھنے کا شوق ہے
ان شاعروں کی بزم شبانہ تمہیں تو ہو

مل کر درود پڑھتے ہیں کس ذوق و شوق سے
سب مومنوں کا پاک ترانہ تمہیں تو ہو

تثلیث کے خیال کی تردید تم نے کی
نسّاخِ اعتقادِ مثانہ تمہیں تو ہو

مخلوق فیض یاب تمہارے کرم سے ہے
خالق کی نعمتوں کا خزانہ تمہیں تو ہو

ہو رہے ہیں وہ بھی ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر شخص عموماً سبزی ، فروٹ اور کھانے کے دیگر چیزیں گھر تک لانے کے لیے یہی بیگ استعمال کرتا ہے۔

حالانکہ یہ پھیپھڑوں اور سانس کی بیماریوں کے پھیلانے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ پھر انہیں استعمال کرنے کے بعد کوڑے کرکٹ اور نالیوں میں پھینک دیا جاتا ہے جن سے اکثر و بیشتر نالیاں بند ہو جاتی ہیں اور گندا پانی گلی کوچوں میں بہنے لگتا ہے۔

پولی تھین کے یہ بیگ ضائع کرنے میں آسان نہیں کیونکہ اگر انھیں اکٹھا کر کے جلا دیا جائے تو ان کے دھوئیں سے جو زہریلی گیس بنتی ہے اُس سے کینسر جیسا خطرناک مرض جنم لیتا ہے۔

چنانچہ انہی مسائل و مصائب کے پیشِ نظر گذشتہ دِنوں سرحد کی صُوبائی اسمبلی میں ان پر پابندی لگانے کے لیے ایک بِل پیش ہُوا جس پر مفصل اظہارِ خیال کیا گیا اور کچھ لوگوں نے اس کے مُضرِ صحت ہونے کے باوجود اس پر پابندی لگانے کی مخالفت کی کیونکہ انہوں نے ایسے کارخانوں میں اپنا سرمایہ لگا رکھا ہے جو پولی تھین بیگ تیار کرتے ہیں۔ گوکہ اس پر پابندی لگنے سے ان لوگوں کو خسارہ برداشت کرنا پڑے گا لیکن دوسری طرف پوری قوم کا مسئلہ ہے اور اگر قومی مفاد پر ذاتی مفاد کو قربان کر دیا جائے تو اس کے بدلے میں بہت سے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا جس قدر جلد ممکن ہو شاپنگ بیگ پر پابندی عائد کر دینی چاہیئے۔

لیکن صرف ان پر پابندی لگانے سے ہی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا بلکہ ماحولیات کو آلودہ کرنے والے دیگر عوامل یعنی دُھوئیں اور شور پر بھی قابو پانا اشد ضروری ہے کیونکہ ان سے بھی اہلِ وطن کا امن و سکون تباہ ہو چکا ہے اس سلسلے میں ہمارے اربابِ اختیار نے اب تک کیا اقدامات کیئے ہیں؟

(باقی صد ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

ماحولیاتی آلودگی

عوام اور حکومت کے لیے لمحۂ فکریہ

ماحولیاتی آلودگی پوری دنیا کے لیے ایک اہم مسئلہ بن چکا ہے لیکن تیسری دنیا خصوصاً پاکستان میں تو صورت حال انتہائی سنگین ہو چکی ہے جس کی بدولت ہماری روزمرہ زندگی سخت مشکلات و مصائب کا شکار ہے اور اس میں آئے دن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

اس وقت ہماری ہوا، پانی اور غذائیں لوازماتِ حیات آلودگی کی زد میں ہیں اور ہم یہ آلودہ اشیائے خورد و نوش استعمال کرنے پر مجبور ہیں ــــــ کارخانوں اور گاڑیوں سے پیدا ہونے والے دھوئیں سے فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے اور سانس کے ذریعے جسم میں منتقل ہو کر نظامِ تنفس اور نظامِ انہضام کو تباہ کر دیتی ہے جبکہ گاڑیوں کے شور و غل سے اعصابی نظام بھی بری طرح متاثر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ پھیپھڑوں اور پیٹ کی بیماریوں کے علاوہ ہمارے ہاں بلڈ پریشر، ذہنی تناؤ اور نفسیاتی امراض میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے۔ صبر و تحمل ختم ہو چکا ہے اور معمولی معمولی باتوں پر تکرار کے بعد جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے جو بعض اوقات قتل و غارت میں تبدیل ہو جاتی ہے جس کے باعث ہمارے معاشرے میں سکون و اطمینان اور امن و چین کی زندگی ایک خواب سا بنتا جا رہا ہے۔ نیز کارخانوں سے بہہ کر نکلنے والے مختلف قسم کے کیمیکلز دریاؤں اور نہروں میں مسلسل گرتے رہتے ہیں جو آبی جانداروں خصوصاً مچھلیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ متاثرہ مچھلی کھانے سے زہریلے مادے انسانی جسم میں داخل ہو کر مختلف قسم کی بیماریاں پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

ان کے ساتھ ساتھ پولی تھین بیگ جو اس وقت ہماری روزمرہ زندگی میں عام استعمال

گذشتہ — **تفسیر القرآن الحسنیہ** — مدیر اعلیٰ
پیوستہ

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ط كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ط وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۵۷﴾

اور تم پر ہم نے بادلوں کا سایہ کر دیا، اور تم پر من و سلویٰ نازل فرمایا، جو کچھ پاکیزہ رزق میں سے ہم نے تمہیں عطا فرمایا ہے اُس سے کھاؤ اور انہوں نے کوئی زیادتی ہم پر نہیں کی بلکہ وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کرتے تھے۔

لغت: ظَلَّلْنَا: جمع متکلم ماضی کا صیغہ ہے۔ سایہ کیا ہم نے، ظِلّ اس کا مصدر ہے جس کے معنی سائے کے ہیں۔ اَلْغَمَام: بادل، بادلوں، ابر، یہ جمع ہے اور اس کا واحد غَمَامَۃٌ ہے۔ اور اس کی جمع غمائم بھی ہے[1] اَلْمَنّ: یہ اسم ہے۔ ایک قسم کی شبنمی گوند ہے جو وادی تیہ میں درختوں کے پتوں پر روز رات کو جم جاتا تھا، ترنجبین[2] اَلسَّلْوٰى: - اکثر مفسّرین کے نزدیک ایک پرندہ ہے جو بٹیر کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا خود بٹیر ہی تھا۔[3]

تفسیر: - اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے بزبانِ پیغمبرِ اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یاد دلایا کہ اے بنی اسرائیل اپنے اس دورِ زندگی کو یاد کرو جبکہ تم نے جہاد کرنے سے انکار کیا اور چالیس برس تک وادی تیہ میں کوہ بہ کوہ اور صحرا بہ صحرا سرگرداں پھرتے رہے جس میں تمہیں ذرہ بھر سایہ بھی نصیب نہ تھا اور

---

[1] سیّد عبدالدائم جلالی، لغات القرآن ج ۵ ص ۲۵ ۔ [2] لغات القرآن، ج ۵ ص ۲۴۸

[3] قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۲۴

صحرا کی تپتی ہوئی زمین پر تمہاری زندگی دوبھر ہو گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرماتے ہوئے بادلوں کا سایہ کر کے سورج کی تمازت سے تمہیں بچایا جس کے باعث تم نے سکون واطمینان کا سانس لیا نیز اُس بے آب وگیاہ زمین میں کھانے کے لیے تمہیں من (ترنجبین) اور سلویٰ (پرندہ مانند بٹیر) جیسی نعمتیں عطا فرمائیں اور رزق کی کشائش سے تمہیں سرفراز فرمایا۔ اور ہر طرح کی پاکیزہ اور ستھری غذا کھانے کا موقع تمہیں میسّر فرمایا۔

بنی اسرائیل کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری بدکرداریاں بداعمالیاں اور نافرمانیاں اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں بلکہ تمہاری اپنی ہی جانوں پر ان کا وبال پڑ کر تمہاری تباہی کا باعث بنتا ہے۔

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس آیۃ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ ؎ "اخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہ وظللنا علیکم الغمام قال غمام ابرد من ھذا واطیب وھوالذی یاتی فیہ یوم القیامۃ وھوالذی جاءت فیہ الملئکۃ یوم بدر وکان معھم فی التیہ"

(ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ظللنا علیکم الغمام کی تفسیر میں اخراج کیا ہے کہ اُس نے فرمایا کہ غمام سے ٹھنڈا اور پاکیزہ بادل مُراد ہے یعنی غیر تکلیف دہ اور یہ وہی بادل ہے جو قیامت کے دن آئے گا یعنی مؤمنوں پر سایہ فگن ہوگا اور یہ وہی بادل ہے جس میں غزوۂ بدر کے دن فرشتے آئے تھے اور یہی بادل وادی تیہ میں بنی اسرائیل پر سایہ کیے ہوئے تھا۔"

؎ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر دُرِّ منثور، دارالمعرفۃ بیروت، ج ۱ ص ۷

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی علیہ السلام کرم اللہ وجہہ

مدیر اعلیٰ

حدیث ۶۸ اخبرنا احمد[۱] بن سلیمان قال حدثنا زید[۲] بن حباب قال حدثنا شریک[۳] قال حدثنا ابو اسحاق[۴] قال حدثنی حبشی[۵] بن جنادۃ السلولی قال سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ فَقُلْتُ لِاَبِیْ اِسْحَاقَ اَنْتَ سَمِعْتَہٗ مِنْہُ فَقَالَ وَقَفَ عَلِیٌّ ھٰھُنَا فَحَدَّثَنِیْ بِہٖ وَرَوَاہُ اِسْرَائِیْلَ فَقَالَ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ

ترجمہ حبشی بن جنادہ سلولی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے، کہ علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ تو میں نے ابی اسحاق سے کہا کیا تو نے یہ حدیث اس سے سُنی ہے تو اُس نے کہا کہ جناب علی المرتضیٰ اس جگہ موجود تھے تو اس نے یہ حدیث مجھے بیان کی۔ نیز اسرائیل ابی اسحاق سے اور وہ براء سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جناب) علی (المرتضیٰ) رضی اللہ عنہ کو فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے ابی اسحاق سے کہا کیا تو نے یہ حدیث اُس سے سُنی ہے"۔ یعنی اسرائیل نے ابی اسحاق سے دریافت کیا کہ کیا یہ حدیث تُو نے خود حبشی بن جنادہ السلولی سے سُنی ہے۔ اسنادہ حسن (احمد میرین البلوشی، خصائص امیر المؤمنین ص۵۸) (رواہ القاسم بن یزید المخزومی عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن ھبیرۃ وھانی عن علیؓ)

حدیث ۳/۶۹ انبأنا احمد بن حرب قال حدثنا قاسم وھو ابن یزید الجرمی قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن ھبیرۃ بن یریم وھانی بن ھانی عن علی قال لما صدرنا من مکۃ۔ اذ بنت حمزۃ تنادی یا عم یا عم فتناولھا علی واخذھا فقال لفاطمۃ دونک ابنۃ عمک فحملتھا فاختصم فیھا علی وجعفر وزید فقال علی انا اخذتھا وھی ابنۃ عمی قال جعفر ابنۃ عمی خالتھا تحتی وقال زید ابنۃ اخی فقضی بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لخالتھا وقال الخالۃ بمنزلۃ ام وقال لعلی انت منی وانا منک وقال لجعفر اشبھت خلقی وخلقی وقال لزید انت اخونا ط

ترجمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم مکہ مکرمہ سے لوٹے۔ ناگاہ حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی پکارتی تھی، اے چچا، اے چچا! پس جناب علی المرتضیٰ وہاں پہنچے اور اس کو اٹھا لیا تو جناب، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو لے، پس اس (فاطمہ) نے اُسے اُٹھا لیا۔ سو جھگڑے علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہم (جناب علی المرتضیٰ) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی پرورش میں کروں گا، اس لئے کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جناب جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے۔ اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید نے کہا کہ یہ تو میری بھتیجی ہے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی پرورش کرنے کا اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمایا کہ خالہ بجائے والدہ کے ہوتی ہے۔ اور (حضرت) علی کو ارشاد فرمایا "اے علی! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں"۔ اور جناب جعفر کو فرمایا کہ تو

پیدائش اور خلق میں میرے مشابہ ہے اور زید کو فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہے۔

حل لغت صَدَّرَ۔ لوٹنا۔ رجوع کرنا۔ لوٹانا۔ نیل یا نالُ یا نالۃ پہنچنا، مراد حاصل کرنا، گالی دینا۔

تشریح ارشاد ہے "ناگاہ حمزہ کی بیٹی پیچھے سے پکارتی تھی"۔ یعنی جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی پیچھے سے پکارتی تھی۔ چلا چلا کر آواز کر رہی تھی۔ ارشاد ہے "پس جناب علی وہاں پہنچے اور اس کو اٹھا لیا"۔ یعنی جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس صاحبزادی کی پکار پر اس کے پاس پہنچے اور اس کو سنبھال لیا۔ ارشاد ہے "سو جھگڑے علی، جعفر اور زید" یعنی اس صاحبزادی کی پرورش کرنے کے متعلق ان تینوں حضرات (علی المرتضیٰ، جناب جعفر اور حضرت زید) کے مابین جھگڑا ہوا۔ ان میں سے ہر ایک صاحب کی یہ خواہش تھی کہ اس لڑکی کی میں پرورش کروں اور ہر ایک اپنی اپنی دلیل دینے لگے ارشاد ہے کہ "خالہ بجائے والدہ کے ہوتی ہے"۔ یعنی وہ صاحبزادی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفر کے حوالے کی اس لیے کہ اس لڑکی کی خالہ جناب جعفر کی بیوی تھی۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔ ارشاد ہے۔ "اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ارشاد فرمایا اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں"۔ یعنی یہ حدیث شریف کا ٹکڑا اس باب سے متعلق ہے۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کمال فضیلت یہ ہے۔ صحیح اسنادہ حسن

(احمد میرین البلوشی۔ خصائص امیر المومنین ص۵۳)

تجلیاتِ غوثیہ

مدیر اعلیٰ

اور بعض روایات میں آیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الذُّنُوْبِ کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ پڑھتے اور کبھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحٰنَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا اور کبھی یہ پڑھتے، سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ اور رکوع میں تسبیح کے بعد فرماتے، اَللّٰھُمَّ رَکَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِیْ رَکَعَ لَکَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَاٰمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ وَاَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَائِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ ـــ اور قومہ میں یہ پڑھتے: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْاءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمِلْاءَ مَا شِئْتَ وَمَا عَلِمْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَنْتَ اَھْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ۔

اور سجدہ میں فرماتے: اَللّٰھُمَّ سَجَدْتُّ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیْ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔

نیز احادیث مبارکہ میں دُعاؤں کے متعلق کئی دیگر طرق سے بھی روایات آئی ہیں لہٰذا جس قدر ممکن ہو سکے پڑھنی چاہیئے۔

اور جلسہ میں یہ پڑھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ اور صبح کی سُنّت اور فرض کے درمیان یہ دُعا پڑھنی چاہیئے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَفِیْ دَمِّیْ نُوْرًا وَفِیْ عِظَامِیْ نُوْرًا وَفِیْ مُخِّیْ نُوْرًا وَفِیْ جِلْدِیْ نُوْرًا وَفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَعَنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَمِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَجْعَلْنِیْ نُوْرًا سُبْحٰنَ اللّٰہِ خَالِقِ النُّوْرِ۔

نیز سالک کو چاہیئے کہ آنحضرت رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتا رہے کیونکہ یہ تمام مطالب کے حصُول کا سبب اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرے اور طلبِ دُنیا کی خواہش پر دُنیا داروں کی ہمنشینی اختیار نہ کرے، دین میں نئی باتیں پیدا کرنے والوں سے پرہیز کرے اور جاہلوں کی صُحبت سے بھی بچے، اور مخلوق سے میل جول کم رکھے زیادہ تر حدیث شریف اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ فقہ کی جو روایت حدیث کے موافق ہو اس پر عمل کرنا بہتر ہے۔ نیز سالک کو جھُوٹ، غیبت، حسد، کبر، کینہ، بخل، عُجب اور ریاکاری سے بچنا چاہیئے۔

(جاری ہے)

بحضور

الضرغام السّالِب اسد اللہ الغالب مُشکل کُشا

سیّدنا حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم

از حضرت علامہ سیّد نصیر الدین شاہ صاحب نصیر نبیرۂ اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ

کیوں عقیدت سے نہ میرا دل پکارے یا علی
جس کے ہیں مولا محمّدؐ اُس کے ہیں مولا علی

جس گھڑی اللہ کے گھر میں ہُوئے پیدا علی
ذرّہ ذرّہ با ادب ہو کر پُکارا یا علی

بے نظیر اُن کی شجاعت، بے مثال اُن کی سخا
ہے زمانے کا یہ نعرہ لافتیٰ اِلاّ علی

جاں نثارانِ محمّدؐ کے کئی القاب ہیں
علم کا دروازہ کہلائے مگر تنہا علی

جب پکارا ہے کسی نے آئے ہیں اِمداد کو
مردِ حق، شیرِ خُدا، مشکل کُشا، مولا علی

شاہِ مرداں، قوّتِ بازو رسولُ اللہ کے
کیوں بھلا ہوتے کسی میدان میں پسپا علی

جان و دل سے بھتے، اللہ کے محبوب کو
شبّر و شبیر و حضرت فاطمہ زہرا، علی

آگئیں نقش و نگارِ زندگی میں رونقیں
صدقِ نیّت سے جو لوحِ دل پہ لکھّا یا علی

خیبر و خندق میں دُشمن کا صفایا کر دیا
جوہرِ مردانگی دِکھلا گئے کیا کیا علی

جرأت و ہمّت میں تم ہو آپ ہی اپنا جواب
مادرِ گیتی نہ پیدا کر سکی تم سا علی

دِل گرفتہ ہُوں غم و افکار کی یلغار سے
اِس طرف بھی اِک نظر ہو اے مِرے آقا! علی

جِن کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے نصیرؔ
وُہ حدیثِ مصطفےٰ کی رُو سے ہیں مولا علی

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (کرم اللہ وجہہ الکریم)

بقیہ : شذرہ صٓ سے آگے

کیا حکومت نے اس پر کبھی غور کرنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ اس بدامنی و بے اطمینانی کی دلدل سے نکلنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اس پریشاں حالی کا سدِّباب کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ اور حکومت کے متعلقہ ادارے اس سلسلے میں کہاں تک اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں؟

استفتاء مع الجواب

حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل الرحمن صاحب نقشبندی مجددی قادری گلوزدی

حسب ذیل استفتاء کے متعلق مشائخ عظام و علماء دین مبین و شرع متین کیا فرماتے ہیں۔ ۱۔ بعد نماز جنازہ دورۂ قرآن پاک کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

۲۔ بعد تدفین میت قبر پر اذان دینا شرعاً جائز ہے یا کہ ممنوع؟

ہمارے گاؤں پنیالہ اور ارد گرد تمام علاقہ میں بعد دفن قبر پر اذان دیتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی جنازہ میں حضرت خواجہ محمد اکرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین گڑھی شریف (متوفی ۱۹۳۳ء) کی موجودگی میں جو کہ پنیالہ میں تشریف فرما تھے کسی شخص نے اعتراض کیا کہ یہ دورہ قرآن پاک کی بے ادبی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ جتنے لوگ کھڑے ہو کر بعد نماز جنازہ قرآن پاک کو ہاتھ لگا کر چومتے ہیں اتنے قرآن پاک ختم شریف کا ثواب اُس مردے کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ مہربانی فرما کر دونوں مسائل کا جواب قرآن پاک احادیث اور اقوال بزرگانِ دین سے بذریعہ الحسن دیا جائے۔

المرسلہ: حمید اللہ خان مستی خیل پنیالہ تحصیل و ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان مرکزی ممبر شوریٰ و چیف آرگنائزر ڈیرہ بنوں ڈویژن جمعیت علماء پاکستان۔ ۱۹۹۵ء/۶/۳

الجواب بعون الملک الوهاب

واضح ہو کہ نماز جنازہ کے بعد جو حیلہ اسقاط اور دور قرآن کریم واسطے اسقاط ما فی ذمۃ المیت از فرائض و واجبات و نذر وغیرہ کرتے ہیں تو یہ فعل شرعاً بالکل بلا ریب درست و جائز ہے۔ حیلہ کا اصل اور ماخذ قرآن کریم ہی ہے۔

فی خزانۃ الفقہ وعیون المسائل للفقیہ ابی اللیث السمرقندی۔

مسند الحیل من الکتاب واصل الحیل کتاب اللہ تعالیٰ قولہٗ تعالیٰ خذ بیدک ضغثا فاضرب بہٖ ولا تحنث (القرآن)

ترجمہ:۔ حیلوں کا اصل ماخذ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو پکڑ لو اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو جس میں سو تنکے ہوں اور اسے اپنی بیوی کو مارو تاکہ تمہاری قسم نہ ٹوٹے اور تم حنث سے بچ جاؤ۔

مقام غور ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی تھی اپنی بیوی کو سو لکڑیاں مارنے کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کے لیے خود یہ حیلہ ارشاد فرمایا کہ سو تنکوں والی جھاڑو سے ایک مرتبہ مارو۔ سبحان اللہ۔

تفسیر مدارک میں ہے۔ ھٰذہ الرخصۃ باقیۃ (ج ۴ ص ۲۴۵) یہ رخصت اب بھی باقی ہے یعنی حیلہ منسوخ نہیں۔ اسی طرح تفسیر کبیر میں ہے۔ وھذہ الرخصۃ باقیۃ۔ (تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۲۰) یہ رخصت باقی ہے حیلہ کی۔ صاحب محیط نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ حیلوں کے لیے اصل اور ماخذ یہی آیت شریف ہے۔

اسی طرح کا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ حین طلب الکفار ان یذھب معھم الیٰ عیدھم فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم (القرآن)

ترجمہ:۔ جب کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ آپ بھی ہماری عید گاہ (میلہ) چلیں تو ابراہیم علیہ السلام نے تاروں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ انہوں نے یہ حیلہ کافروں کے ساتھ نہ جانے کے لیے کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس حیلہ کا ذکر فرمایا اور اس سے انکار نہیں فرمایا جس سے حیلہ کا جواز صراحتاً ثابت ہے (تنویر الایمان ص ۲۴۲)

اور ایسا ہی حیلہ تعلیم فرمانا اللہ تعالیٰ کا یوسف علیہ السلام کو، کقولہ تعالیٰ وکذٰلک کدنا لیوسف الخ (القرآن) لابقاء اخیہ بنیامین عندہٗ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائی بنیامین کے روکنے کے لیے یہ حیلہ سکھایا جو کتب تفاسیر میں مفصّل درج ہے۔ من شاء فلینظر ھنا، پس ان آیات قرآن کریم سے حیلہ صریحاً ثابت ہے جس سے انکار گویا قرآن کریم سے انکار ہے۔

حدیث شریف:۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال جاء بلال رضی اللہ عنہ الی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بتمر برنی الحدیث،

ترجمہ:۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان کے پاس عمدہ قسم کی کھجوریں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا یہ کہاں سے لائے۔ کہا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں تو ہم نے دو صاع کے بدلے ایک صاع لیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہی تو اصل ربعٰ ہے دو بار فرمایا۔ پھر فرمایا ایسا مت کرو بلکہ جب کھجوریں خریدنے کا ارادہ ہو تو پہلے کھجوروں سے دوسری چیز خریدو پھر اس سے کھجوریں خریدو، علامہ قاری نے مرقات میں فرمایا کہ یہ حدیث شریف جوازِ حیلہ کے لیے صریح دلیل ہے (مشکوٰۃ ص۲۴۵)

حدیث شریف: عن سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی النبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برجل کان فی الحیّ مخدج سقیم فوجد علیٰ امۃ من امائہم یخبث (اے یزنی) فقال النبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خذ والہ عثکالا فیہ مأتہ شمراخ فاضربوہ ضربۃ رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ کتاب الحدود ص۳۱۳)

ترجمہ:۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیمار معذور آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ وہ محلہ میں رہتا تھا پایا گیا ایک لونڈی کے ساتھ زنا کرتے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ لے لو ایک تھال جس میں ایک سو شاخیں ہوں پس مارو اسے اس آدمی کو ایک مرتبہ، اس حدیث شریف سے حیلہ کا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✱ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

فتاویٰ سمرقندی میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ایک عورت کی وفات پر قرآن کریم کے ایک جزء یعنی پارہ عمّ یتسائلون (کیونکہ اس وقت قرآن چھپا نہ تھا) کے ساتھ دَور کیا تھا قریب بیس صحابۂ کرام کی موجودگی میں مگر کسی نے بھی ان کے اس فعل پر انکار نہ فرمایا یہ واقعہ اگرچہ کتب احادیث میں نہیں ہے۔ مگر کتب تواریخ میں موجود ہے جیسے کہ مؤرخ لبیب نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور اس کی شہرت خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ میں ہوئی ــــ اور اسی طرح صاحب فتوحات مکیہ نے جلد اول میں تحریر فرمایا ہے۔ اخبرنا ابن عاصم عن ابی جریج عن ابن شہاب عن ابن سلمیٰ عن ابن موسیٰ قال فعل عمر رضی اللہ عنہ فعل الدّوران بجزء من القران فی حلقۃ عشرین رجلاً بعد صلوٰۃ الجنازۃ بامرءۃ ملقبۃ بحبیبۃ بنت عزین زوجۃ قلاب وکذ الرجل من الانصار فالانکار فی مطلق الحلیۃ کفر وحیلۃ الاسقاط فسق لانہٗ ثبت بھذا السند عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

ترجمہ: فعل کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے دَور کا ساتھ قرآن کریم کے ایک جزء (پارہ نمبر ۳۰) کے ساتھ درمیان بیس آدمیوں کے حلقہ میں ایک عورت کے نماز جنازہ کے بعد جو ملقب تھی بنام حبیبہ عزین کی بیٹی اور قلاب کی بیوی تھی ــــ اور اسی طرح

انصار میں ایک آدمی کے وفات پر جنازہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فعل فرمایا تھا ـــــ اور فتاویٰ سمرقندی میں ہے۔ اخبرنا سعید عن ایوب عن عبد الرحمٰن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ وجد عن عمر رضی اللہ عنہ دوران القرآن۔

ترجمہ:۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دور ثابت ہے مندرجہ بالا سند کے ساتھ اور ایسا ہی واقعہ روح البیان میں ہے، کہ لیث بن سعد نے قسم کھائی کہ میں امام ابو حنیفہ کو تلوار سے ماروں گا پھر وہ اپنی بات پر نادم ہوا اور مخلص کی راہ تلاش کرنے لگا تو فرمایا اس کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے (خذ السیف واضربنی بعرضہ فتخرج عن یمینک الخ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۳۵٦)

ترجمہ:۔ یعنی پکڑ لو تلوار کو تیز دھار کی طرف سے اور تلوار کی مٹھی سے ہم کو مارو تا کہ تمہاری قسم پوری ہو جائے۔ ملاحظہ کیا ہمارے مقتدا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذات خود ایک شخص کو حیلہ تعلیم فرماتے ہیں۔ یہ تو ہوا ثبوت حیلہ صاحب مذہب سے جس پر عمل تمام مقلدین کے لیے لازم ہے۔ اور دور قرآن کا ثبوت گذشتہ سطور میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا جس میں کوئی شک نہیں۔

باقی تدویر الکفارات کے بارے میں طحطاوی علی الدر المختار ص ۲۸٦ مرقوم ہے۔ تدویر الکفارات بین الحاضرین جائز وکل یقول للآخر وھبت ھٰذہ الدراھم الخ

ترجمہ:۔ پھرانا کفارات کا درمیان حاضرین کے جائز ہے اور کہے گا ہر ایک دوسرے کو میں نے بخش دیئے یہ روپیہ وغیرہ آپ کو واسطے ساقط کرنے ان نمازوں اور روزوں اور منذورات وغیرہ کے ساتھ بخش دے گا اسی طرح یہ فعل تین یا پانچ یا جتنی ضرورت

ہو مرتبہ کریگا۔

نورالایضاح میں ہے وان لم یف ما اوصی بہ عما علیہ یدفع ذالک المقدار للفقیر الخ (نورالایضاح ص۵۸)

ترجمہ:۔ جس مال کی وصیت کی ہو میت نے واسطے اسقاط نمازوں روزوں وغیرہ کے اور وہ مال کم ہو پورا نہ ہو سکے تو وارث یا ولی وہ مال ایک فقیر کو دیدے وہ فقیر ولی کو یا دوسرے مسکین کو دیدے اور اسی طرح یہ فعل کرتے رہیں تا آنکہ ساقط ہو جاویں وہ نمازیں یا روزے وغیرہ جو میت کے ذمہ تھیں۔

انتباہ: علماء کرام نے تدویر کفارات متعدد آدمیوں کے درمیان واسطے تکثیر ثواب کرنے کے لئے حکم فرمایا ہے جیسا کہ ذی عقل پر مخفی نہیں، علامہ شامی فرماتے ہیں۔ (عربی سے اردو) اگر میت نے مال نہ چھوڑا ہو تو میت کا وارث کسی سے نصف صاع، (پونے دو سیر گندم) قرض لے لے اور کسی فقیر کو بخش دے پھر وہ فقیر اس غلہ کو وارث کو بخش دے پھر وارث فقیر کو بخش دے اسی طرح یہ عمل بار بار کریں حتیٰ کہ پورا ہو جائے فدیہ ان نمازوں اور روزوں وغیرہ کا جو میت کے ذمے تھے۔

علامہ تفتازانی بروایت عباس بن سفیان فرماتے ہیں کہ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اے مسلمانو! قرآن کریم کو ذریعہ نجات بناؤ اور پکڑو قرآن کریم کو اپنے ہاتھوں سے باری باری اور کہو یا اللہ اس میت کی مغفرت فرما۔

اسی طرح فتاویٰ نورالہدیٰ میں ہے۔ مصحفے درست وتمام بیآرند کہ در ملک آں اسقاط کنندہ باشد بکسے بہ بخشد واو قبول کند۔ (فتاویٰ نورالہدیٰ ص۶۳)

ترجمہ:۔ ایک نسخہ قرآن کریم کا جو صحیح سالم قابل تلاوت ہو اور اسقاط کنندہ کی

ملکیت ہو کسی فقیر کو بخش دے۔

قال محمد سرفراز خان یعنی دوران القرآن لازم عند الافلاس و عدم قدرة اداء الفدیة۔ (راہ سنت ص۲۶۹)

ترجمہ:۔ کہا محمد سرفراز خان نے کہ دور قرآن کریم لازم ہے جب مُردہ مفلس ہو اور قدرت اداء فدیہ کی نہ رکھتا ہو۔

امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف کتاب الحیل میں فرماتے ہیں:۔

اسہل طریق الاسقاط ان یہب الوارث الی فقیر مصحفا صحیحا قابل القرأة ثم یہب الفقراء الی الوارث ثم و ثم حتی یتم لعل اللہ یجعل فدیة الصوم والصلوٰة والزکوٰة وکذالک فی الشامی ج ا ص۵۴۱)

ترجمہ:۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الحیل میں فرماتے ہیں اگر میت نے مال نہ چھوڑا ہو تو آسان تر طریقہ حیلہ اسقاط کا یہ ہے کہ میّت کا وارث ایک نسخہ قرآن کریم کا جو صحیح اور درست ہو اور قابل تلاوت ہو ایک فقیر کو بخش دے پھر فقیر وہ نسخہ وارث کو ہبہ کر دے اور وارث پھر فقیر کو دیدیں اسی طرح یہ فعل بار بار کرتے رہیں حتیٰ کہ پورا ہو جائے فدیہ ان نمازوں روزوں وغیرہ کا جو بذمہ میّت کے تھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس فدیہ کو قبول فرمالیں گے۔

نوٹ:۔ یہ چند حوالے قرآن کریم سے اور احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور کتب مذہب سے تحریر کیئے گئے ورنہ جس کو شوق ہو تو مندرجہ ذیل کتب کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ ان کتب سے بھی حیلہ اسقاط اور دور ثابت ہے۔ فتاوی خلاصۃ الفتادیٰ، فتاوی خانیہ ۱۶۲، تحفۃ الصلحاء ص۱۵۳، فتاوی براہنہ ص۲۳۷، جامع الرموز ص۱۱۱،

(بقیہ صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

گذشتہ سے پیوستہ

اقبال اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از ـــــ سیدہ ربیعہ بخاری، ایم ۔ اے اردو

اقبال اپنے رگ و ریشہ میں سودائے حجاز رکھتے تھے۔ اُن کی شاعری کا آغاز "ہمالہ" سے ہُوا اور تان اشرف البلاد یعنی مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک سُنائی دی۔ اپنی نظم "بلادِ اسلامیہ" میں دیارِ حبیب سے یُوں مخاطب ہیں۔ ؎

وہ زمیں ہے تو، مگر اے خوابگاہِ مُصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) | دید ہے کعبے کو تیری حجِ اکبر کے سوا
خاتمِ ہستی میں تو تاباں ہے مانندِ نگیں | اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمیں
تجھ میں راحت اس شہنشاہِ معظم کو ملی | جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی
نام لیوا جس کے شاہنشاہِ عالم کے ہوئے | جانشیں قیصر کے، وارث مسندِ جم کے ہوئے
کو یثرب! دیس ہے مسلم کا تو ماویٰ ہے تُو | نقطۂ جاذب تاثّر کی شعاعوں کا ہے تو

اقبال زمینِ حجاز میں موت کے خواہشمند ہیں اپنی اس خواہش کو یُوں بیان کرتے ہیں۔

؎ تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا | پایا نہ خضر نے مئے عُمرِ دراز میں
اوروں کو دیں حضور یہ پیغامِ زندگی | میں موت ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں

حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ، جنہیں مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہا جاتا ہے اقبال کے نزدیک ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ ایک عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دُوسرے شیدائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یُوں مخاطب ہے ؎

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری | کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی | نماز اُس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

جہاں تک نعتیہ شاعری کا تعلق ہے تو اقبال کا شمار ہم ایسے نعت گو شعراء میں نہیں کر سکتے جنہوں نے محض آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات وصفات کو موضوعِ شعر بنایا ہے اور اپنے سرمایۂ کلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری حُسن وجمال تک محدود رکھا۔ رسمی نعتیہ شاعری کا ایک آدھ نمونہ اقبال کے ہاں بھی مل جاتا ہے مثلاً ایک نعت یوں شروع ہوتی ہے۔ ؎

نگاہِ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اُٹھا کر
وُہ بزمِ یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار مُنہ کو چھُپا چھُپا کر

مگر اس قسم کی نعتوں سے جلد ہی آپ نے کِنارہ کرلیا اور حقیقی نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا۔ یعنی نعت کا اوّلین مقصد علّامہ کے نزدیک آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حقیقی عظمت کو سامنے لانا اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بُعثت کی اہمیّت وضرورت کو بنی نوعِ انسان پر واضح کرنا ہے۔ یُوں علاّمہ اقبال کو ایک عظیم نعت گو کی حیثیّت سے یاد کیا جائے گا۔ آپ نے جس طرح مقصدِ نبوّت اور شانِ رسالت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ شاید ہی کسی اور نے یہ فریضہ انجام دیا ہو۔ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اقبالؒ سے ہی نعتیہ شاعری کا دورِ جدید شروع ہوتا ہے یا اقبال نعت گویوں کے امام ہیں۔

اقبال نے قومیّت و وطنیّت کے تصوّر کو بھی اسلامی نقطۂ نظر سے واضح کیا اور مغربی نظریۂ وطنیت و قومیّت کو فریب اور اُمّتِ مسلمہ کے لیے سُمِ قاتل قرار دیا۔ دُنیا میں بیشتر جنگیں اسی نظریہ کی بناء پر لڑی گئیں۔ اقبال ؎

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست

اور "کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ" کے ہمہ گیر اصُول مساوات کے قائل ہیں۔ علاّمہ نے مسلمانوں کی پستی وزبوں حالی اور تفرقہ و انتشار کے زمانے میں رسولِ عربی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمان

یاد دلایا کہ ملتِ اسلامیہ کا اتحاد مذہب کی بناء پر ہے اور مشرق و مغرب و شمال و جنوب کے رہنے والوں کے درمیان اشتراک کی وجہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے۔ مسلمان چاہے جس علاقے کا ہو، قومیت ایک ہی ہے۔ ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

اِن کی جمعیت کا ہے مُلک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

نہ افغانیم و نے تُرک و تتاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم

تمیزِ رنگ و بُو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

قلبِ ما از ہند و رُوم و شام نیست
مرز بوم او بجُز اسلام نیست

اس کی وضاحت ایک جگہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ہماری قومیت کا اصل اُصول نہ اشتراکِ زباں ہے، نہ اشتراکِ وطن نہ اشتراکِ اغراضِ اقتصادی، بلکہ ہم سب اس برادری میں شریک ہیں جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قائم فرمائی تھی۔"

اقبال سیاست کو مذہب سے الگ نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک اہلِ یورپ کا دُوسرا بڑا فریب لادینی سیاست ہے۔ جس میں تمام اخلاقی قیود کو توڑ کر محض ذاتی منفعت اور اغراض و مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔ جبکہ مومن کی فراست ہی اُس کی سیاست ہے، کیونکہ مومن ایک کھلی کتاب کی طرح ہے جس کی سرشت میں مکر و فریب کا گذر ممکن نہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سیاسی نظریات کو دین کے احکامات کا پابند کرتا ہے لادین سیاست کارِ شیطاں ہے۔ جس سے بربریت اور چنگیزیت جنم لیتی ہے۔

؎ ہُوئی دین و سیاست میں جس دم جُدائی
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ہ تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام | چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

اس کے ساتھ ساتھ اسلام میں بادشاہیت کا تصوّر معدوم ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ملوکیت کی بنیاد نہیں رکھی تھی بلکہ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے اخوت و مساوات کا جو درس دیا تھا اس میں کسی شہنشاہیت کا گزر ممکن نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں اسلام میں بڑائی کا معیار ہے تو،

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ"

"تم میں عزت و تکریم والا خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"

چنانچہ اقبال نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بھی نقشہ پیش کیا ہے وہ کسی دنیوی بادشاہ کا نہیں ہے

بوریا ممنون خواب راحتش | تاجِ کسریٰ زیرِ پائی اُمتش
از شبستانِ حرا خلوت گزید | قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشمِ او محرومِ نوم | تا بہ تختِ خسروی خوابیدہ قوم
وقتِ ہیجا تیغِ او آہن گداز | دیدۂ او اشکبار اندر نماز
در دعائی نصرت امیں تیغ او | قاطعِ نسلِ سلاطیں تیغ او
در نگاہِ او یکے بالا و پست | با غلامِ خویش بریک خواں نشست

کلامِ اقبال میں جس تصوّر کو باقی تصوّرات پر اہمیت و برتری حاصل ہے وہ ہے تصوّرِ خودی۔ اسی تصوّر کے گرد باقی تصورات کا تانا بانا بُنا گیا ہے۔ جب ہم تصوّرِ خودی کا مطالعہ کرتے ہیں اور تصوّرِ خودی کے لیے مردِ مومن کا جو تصوّر اُبھرتا ہے

وہ صرف اور صرف آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے۔ خودی کا حقیقی مرکز و محور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت و سیرت کا پیکر ہے، جو انسانِ کامل ہے۔ یہی اقبال کا مُدّعا اور اس کی غرض و غایت ہے۔ خودی کے استحکام کے لیے اقبال نے عشق کو بڑی اہمیّت دی ہے، کیونکہ عشق کی بدولت انسان بڑی سے بڑی قوت سے ٹکرا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

عقل و دِل و نگاہ کا مُرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصوّرات

تازہ مِرے ضمیر میں معرکۂ کُہن ہُوا
عشق تمام مصطفےٰ عقل تمام بُولہب

معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

اقبال ایسے مسلمان تھے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کی بھرپور اطاعت کو اپنا عقیدہ اور ایمان سمجھتے تھے۔ وہ ایسی عقل کو قابلِ ملامت ٹھہراتے تھے جو ایک طرف تو منافق اور مصلحت اندیش ہوتی ہے اور دُوسری طرف دین کے احکام کی اطاعت کے لیے دلیلیں طلب کرتی ہے

خودی کی تربیت اور اسے مضبوط تر بنانے کے لیے اقبال نے تین مراحل بتائے ہیں اور ان کی تکمیل کے لیے ہر ایک مرحلہ پر اقبال نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارک کی مثال دی ہے۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس خود قرآنِ ناطق تھی۔ "بالِ جبریل" میں "مسجدِ قرطبہ"، "ذوق و شوق" اور بعض دُوسری نظموں میں نعتیہ اشعار کا دلکش ذخیرہ ملتا ہے۔ ؎

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غُبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یاسیں وہی طٰہٰ

لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفےٰ
عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

اپنے پیغام کی وضاحت کے لیے علامہ نے کئی مقامات پر تمثیلی انداز سے بھی کام لیا ہے اور یہ تمثیلی انداز قاری کے دِل و دماغ پر پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے جیسا کہ ابلیس اپنے سیاسی فرزندوں کے نام پیغام جاری کرتا ہے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

پھر ابلیس کی مجلسِ شوریٰ منعقد ہوتی ہے اور ابلیس کے تمام مشیر اپنی اپنی کارکردگی دکھاتے ہیں۔ ایک مشیر کہتا ہے کہ مردِ مسلماں جہاد کر چکا ہے یہ ہماری کامیابی ہے کہ اُس کی بے نیام تیغ کُند ہو چکی ہے، اور محض رسمی عبادت و بے قیام نماز ہے، دُوسرے مشیر نے جمہوری نظام دے کر ان کے باطن کو چنگیز سے بھی تاریک تر کر دیا، یوں تمام مشیرانِ ابلیس اپنی کامیابیوں پر پھولے نہیں سما رہے۔ مگر ابلیس کہتا ہے کہ بے شک ہمارا پھندہ اتنا مضبوط ہے کہ اس سے بچ نکلنا ممکن نہیں۔ مجھے اشتراکیوں اور مزدکیوں سے کوئی خوف و خطر نہیں بلکہ

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو

جانتا ہے جس پہ روشن باطنِ ایام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں اسلام ہے

الحذر آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں

کلامِ اقبال کے مطالعے سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اقبال کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے بے پناہ لگاؤ تھا۔ ان کی نگاہ میں سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ایزدی سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

معنیِ حرفم کنی تحقیق اگر | بنگری با دیدۂ صدیق اگر
قوتِ قلب و جگر گردد نبی | از خدا محبوب تر گردد نبی

اشعار میں جہاں دعا کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ دعا رسماً نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے مانگی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا بھی اُن کے معمولات میں تھا۔ علامہ اپنے خطوں میں بھی اس کی تاکید فرماتے تھے، ایک خط میں لکھتے ہیں :۔

"مسلمان کی بہترین تلوار دعا ہے، اس سے کام لینا چاہیئے، ہر وقت دعا کرنی چاہیئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے"

کلامِ اقبال میں انسانی زندگی کے ہر شعبے پر اسلامی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی گئی ہے، یوں اس کی افادیت ہمہ گیر و متنوع ہے۔ اقبال کے کلام میں حقیقت و معرفت کے جواہر ملتے ہیں ان کا سرچشمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ اقبال نے رسماً یا تقلیداً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا محبوب نہیں بنایا بلکہ وہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دل و جان سے خیر البشر اور انسانِ کامل مانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال کا کلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات، کمالات اور اخلاق کے نمونوں سے بھرا پڑا ہے۔ ؎

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم
حکمتِ او لایزال است و قدیم

نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ او رحمۃ اللعالمین

ہست دینِ مصطفےٰؐ دینِ حیات
شرعِ او تفسیرِ آئینِ حیات

از پیامِ مصطفےٰؐ آگاہ شو
فارغ از اربابِ دون اللہ شو

ہر کہ عشقِ مصطفےٰؐ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

اقبال کے نزدیک دنیا کی تخلیق صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کے لیے ہوئی۔ ایک جگہ اس بات کو شوخ انداز میں یوں کرتے ہیں ؎

باخدا پوشیدہ گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ او پنہاں و تو پیدائی من

اقبال ایسے مسلمان تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاکِ پا کو سرمۂ چشمِ بصیرت اور اکسیر و کیمیا سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا دل گداز اور ضمیر بیدار تھا۔ یوں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ؎

قومِ مسلم تا ابد تجھ کو بھلا سکتی نہیں
یاد تیری سینۂ ملت سے جا سکتی نہیں

اشاریہ:۔ (۱) "خیابان" کا خیابانِ دانائے رازنمبر، "آبروئے ما ز نامِ مصطفےٰؐ است" از پروفیسر سید یونس شاہ، شمارہ ۹، اکتوبر ۱۹۷۷ء۔ شعبۂ اردو پشاور یونیورسٹی۔ (۲) روزگارِ فقیر حصہ اول، دوم، از فقیر سید وحید الدین، حصہ اول بار پنجم مارچ ۱۹۶۵ء، حصہ دوم بار اول نومبر ۱۹۶۴ء (۳) کلامِ اقبالؒ۔

تبصرہ

نام کتاب : خصائص الامام امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

تالیف : الحافظ الحجۃ ابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی

(اردو ترجمہ)

مترجم :- امیر طریقت حضرت علامہ محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی

ناشر :- شاہ محمد غوث اکیڈمی کوچہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت شریف پشاور

منتظم اعلیٰ :- سید غلام المحسنین قادری گیلانی

سائز :- ۲۳ × ۱۸

کتابت :- خادم الفقراء پکھراج رقم قادری عفی عنہ

تاریخ اشاعت :- سنہ ۱۹۹۴ء

مطبع :- رضوان پرنٹنگ پریس ڈھکی نامہ پشاور شہر

ملنے کا پتہ

شاہ محمد غوث اکیڈمی محلہ یکہ توت شریف

پشاور شہر ۔ فون نمبر ۲۱۳۳۶۲

امیرِ طریقت پیر سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی

انوارِ علی رضی اللہ عنہ کی ضیاباریاں

کا نورانی شاہکار

عالم اسلام کے بطلِ جلیل، امام حضرت الحافظ الحجۃ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ صاحب السنن کبریٰ الصحاح الستۃ کی تالیفِ لطیف بنام "خصائص علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔ وہ عظیم الشان علمی شاہکار ہے جو اہلبیتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آپ کی والہانہ محبّت وارادت اور اُس دورِ پُر فتن میں آپ کی بے باکانہ جرأت و شجاعت کا مُنہ بولتا ثبوت ہے جبکہ اہلِ بیتِ اطہار کا ذکر کرنا بھی جُرم تھا ایسے میں اس کتاب کے ذریعہ آپنے نفرتوں کے غلیظ، اندھیروں میں محبتِ اہلِ بیت کے مقدس چراغ روشن کیئے اور آخر کار اہلِ بیتِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور اپنی جانِ حزیں کا نذرانۂ عقیدت پیش کر کے شہادتِ عظمیٰ کا اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیا اور اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو گئے ع

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت امام نسائی کی مایہ ناز تصنیف "خصائص علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کا رواں اردو ترجمہ مع حلِ لُغت و تشریح اور اسمائے رجال کے ساتھ "انوارِ علی کرم اللہ وجہہ" کے نام سے بقیۃ السلف، حجۃ الخلف امیرِ طریقت حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی نے کیا ہے جو حضرتِ والا کی نگارشاتِ علمیہ کا شاہکارِ عظیم ہے۔

یہ زبانِ اردو میں عقیدت و محبّتِ اہلِ بیتِ اطہار کا مہکتا لہکتا ہوا وہ گل و گلزار ہے جس کی خوشبو سے اطرافِ عالم مُشکبار ہو...

حُسنِ معنوی کے ساتھ ساتھ جمالِ صوری سے کتاب ہٰذا کا ہر ورق لالہ زار ہے۔
کتاب کا ہر صفحہ ؏

"کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست" کا مصداق ہے۔

غرضیکہ ساری کی ساری کتاب ہی ؏

"دامانِ باغبان و کفِ گلفروش ہے"

ٹائٹل پیج پر چمکیلے بھڑکیلے نقش ونگار آنکھوں کو خیرہ کیئے دے رہے ہیں۔ کتاب کھولتے ہی صفحۂ اوّل پر خوبصورت بیل بُوٹے عجب بہار دکھا رہے ہیں۔ آسمانی رنگ کی نیلی زمین پر سُرخ و سفید اور سبز رنگ آنکھوں میں کھبے جا رہے ہیں۔ جلد پر ماہرِ فن کاتب و نقاش نے خطاطی کے جوہر دکھائے ہیں! طغریٰ کی خطاطی ہے کہ ؏

"موتی پروئے ہیں جواہر نگار نے"

سبحان اللہ! سبحان اللہ!! — شروع کے دو چار صفحے پلٹنے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا روضۂ مبارک کا سنہرہ عکس پسِ منظر میں گہرا نیلا آسمان عجب بہار دکھا رہا ہے۔ گویا صبح کا سُنہرا سُورج طلوع ہو رہا ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیرِ طریقت کا یہ ترجمہ و تشریح بے شمار اوصافِ حمیدہ کی حامل ہے اور وقت کی اہم ضرورت کو پورا کر رہی ہے۔ چنانچہ یہ علماء فضلاء و طلباء اور عامۃ المسلمین کے لیے یکساں طور پر مفید و کار آمد ہے۔

حضرت امیرِ طریقت کی یہ شاہکارِ عظیم کتاب انتہائی خوبصورت انداز میں ۲۳x۱۸/۴ کی چوڑی تختی پر، دبیز اور جہازی سائز میں، سنہری اور روپہلی جلد کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔ جسے دیکھتے ہی آنکھوں میں نُور اور دل میں سُرور پیدا ہوتا ہے یہ ایک خاصہ کی چیز ہے۔

جو ہر لائبریری کی زینت بننے کے لائق ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تالیفِ لطیف کو اپنے حضور مقبول و منظور کر کے عامۃ المسلمین کو اس نعمتِ غیر مترقبہ سے مستفیض ہونے کی توفیقِ خیر عطا فرمائے اور فاضل مؤلف حضرت امیر طریقت کو اپنی رحمت سے سرفرازی و کامیابی کا زرّیں تاج پہنا کر بیش از بیش انعاماتِ عالیہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین بحق سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

تبصرہ نگار :۔ پروفیسر فیاض کاوش وارثی

(صدر شعبۂ اردو شاہ عبداللطیف گورنمنٹ ڈگری کالج میرپور خاص سندھ)

بقیہ :۔ استفتاء مع الجواب

کبیری ص ۱۵۴، شامی ص ۲۷، بحر الرائق ص ۹۸، منحۃ الخالق ص ۲۲۸، تفسیر روح البیان ج ۲، ص ..../...، جوہریہ ص ۲۴۲، مجمع الانہر ص ۲۲۸، برجندی جلد ۲ ص ۱۶۲، جاء الحق ص ۳۸۷، ملفوظات حضرت امام احمد رضا خاں صاحب ص ۲۶۴۔

(جاری ہے)